ماں کا مقام

حضرت مولانا طارق جمیل

عمر پبلی کیشنز
یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

وزیراعلیٰ ہاؤس لاہور میں ایک یادگار بیان

ماں کا مقام

☆☆☆☆☆

حضرت مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہ

☆☆☆☆☆

ترتیب: حافظ محمد سلیمان

☆☆☆☆☆

عمر پبلی کیشنز

فرسٹ فلور یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ فون:7356963

U/0130/09-07-S/R

نام کتاب : ماں کا مقام
از : مولانا طارق جمیل
ترتیب : حافظ محمد سلیمان
باہتمام : حافظ محمد احمد چوہدری
اشاعت : ستمبر 2007ء
ناشر : عمر پبلی کیشنز۔A-1-یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ
38-اردو بازار لاہور۔فون:7356963
قیمت : 18:00 روپے

ضروری گذارش: ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے دینی کتب میں عمداً غلطی کا تصور نہیں کر سکتے۔ تاہم انسان، انسان ہے، سہواً اگر کوئی غلطی ہو گئی ہو تو ہمیں مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح ہو سکے۔ ادارہ

خطبہ:

الحمد للہ الذی خلق الموت والحیات لیبلوھم ایھم احسن عملاO الحمد للہ الذی بیدہ الملک وھو علی کل شیئی قدیرO الحمد للہ الذی کتب الاثار و نسخ الاعجاله و القلوب عندہ مفضیة و سر عندہ اعلانیة احلال ما احلہ و الحرام ماحرمہ والدین ما شرع والا مرما قضی اخلق خلقہ والعبد عبدہ و ھو اللہ الرؤف الرحیمO و اشھدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان سیدنا و مولانا محمد اعبدہ و رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی الہ و علی اصحابہ و بارک و سلم تسلیماً کثیراً کثیرا۔

اما بعد...... فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیمO بسم اللہ الرحمن الرحیمO...... افحسبتم انما خلقنکم عبثا و انکم الینا لا ترجعون فتعالی اللہ الملک الحق لا الہ الا ھو رب العرش الکریم۔

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الدنیا دار من

لا دار له ومال من لا مال له ولها يجمع من لا احلل له او كما قال صلى الله عليه وسلم

ماں تو ماں ہوتی ہے:

میرے بھائیو اور دوستو!

ماں وزیر اعلیٰ کی ہو یا فقیر اعلیٰ کی، ماں تو ماں ہی ہوتی ہے، باپ وزیر اعلیٰ کا ہو یا فقیر کا وہ باپ ہی ہوتا ہے، اور یہ دو رشتے ایسے ہیں جن کا بدل اللہ نے بنایا نہیں ہے، ہر رشتے کا کوئی نہ کوئی بدل تو مل ہی جاتا ہے، جب آدمی ان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے، بالکل ہی فقیر ہو جاتا ہے۔

وہ پیچھے کی دعائیں اب وہ ختم ہو گئیں ہیں......

ليس بينه و بين الله حجاب......

کوئی بھی ماں جب ہاتھ اٹھاتی ہے، اولاد کے لئے، دعا یا بدعا، کوئی بھی باپ جب ہاتھ اٹھاتا ہے، اولاد کے لئے، دعا یا بدعا، تو اس کے اور اللہ کے درمیان سارے پردے ہٹا دیئے جاتے ہیں اور وہ سیدھی جا کر عرش کو لگتی ہے۔

قرآن اور حقوق والدین:

اور یہ ایسا مقدس رشتہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا......

وقضی ربك ان لا تعبدوا الا ایاہ......

صرف میری ہی بندگی کرنا کسی اور کی نہیں،

پس ایک جملے میں اپنا حق ختم کر دیا......

و بالوالدین احسانا......اب ماں باپ کی بات شروع کی۔

اور ماں باپ ان کے ساتھ احسان،......

اما یبلغن عندك الکبر احد هما او کلا هما فلا

تقل لهما اف ولا تنهر هما و قل لهما قولا

کریما واخفض لهما جناح الذل من الرحمة و

قل رب ارحمهما کما ربیانی صغیرا ربکم اعلم

بما فی نفوسکم ان تکونوا صالحین فانه کان

للاوبین غفورا......

اتنا لمبا چوڑا قرآن نے ماں اور باپ کا حق بیان کیا ہے، اپنا حق

ایک آیت میں اور والدین کے لئے احسان، بوڑھے ہو جائیں اف۔

ہماری زبان میں اف ہے، جب ماں بیٹے کو اکتاہٹ کے

ساتھ،

بے ادب ہو کر، اس ہوں کرنے پر اس کے پیچھے سو سال کا بھی

عمل ہے، اللہ ایسے کاٹا پھیر دے گا۔

ولا تنهر هما...... زبان کا بول اونچا نہ کرنا ان کے آگے پست رکھنا۔

نعمان ابن حارثہ کی آواز ہمارے نبی نے جنت میں سنی، آپ ﷺ جنت میں تشریف لے گئے، نعمان بن حارثہ کی آواز جنت میں گونجی ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کون تلاوت کر رہا ہے، ؟ فرشتوں نے کہا کہ آپ ﷺ کے غلام نعمان کی، وہ تو مدینہ میں بیٹھا ہوا ہے، جنت میں آواز کیسے پہنچ رہی ہے، کہا کہ ماں کے فرماں بردار ہیں اس وجہ سے اللہ ان کی آواز ساری جنت کو سناتا ہے۔

مجھے دو تین ہزار کو سنانے کے لئے مائیک کا آسرا لینا پڑ رہا ہے، یہاں سے کتنے فاصلے ہیں ماں کی خدمت نے سات آسمانوں کو سمیٹ دیا، سکیڑ دیا، اور اس کی آواز ساری جنت میں گونج رہی ہے، یہ ہے ماں جس کی دعائیں ان کو یہاں تک پہنچاتی ہیں۔

جب وہ مر جاتیں ہیں، اب وزارت اعلیٰ آج ہے کل چلی جائے گی، کون سا ٹھیکہ لیا ہے انہوں نے، لیکن یہ رشتے۔

اللہ نے فرمایا:

موسیٰ علیہ السلام طور پر آیا کرتے تھے، ایک دن اللہ نے کہا اب سنبھل

کرآیا کر تیری ماں اٹھ گئی ہے، دعائیں دینے والی اب چلی گئی ہے۔

آخری عمر میں اولاد خود کہتی ہے اللہ ماں باپ کو اٹھا ہی لے تو اچھا ہے۔

ایک شخص دربار عمر رضی اللہ عنہ میں:

ایک شخص آکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا، میری ماں نے میرے پیشاب دھوئے، میں نے اس کے دھوئے، اس نے میری غلاظت اٹھائی میں نے اس کی اٹھائی، اس نے میرے کپڑے دھوئے، میں نے اس کے دھوئے اس نے مجھے کھلایا، میں نے اسے کھلایا، کیا میں نے ماں کا حق ادا کیا؟ کہا نہیں، نہیں وہ جب تجھے پالتی تھی تو پل پل تیرے لئے زندگی کی دعا کرتی تھی، اور آج جب تو اس کی خدمت کرتا ہے تو ساتھ ساتھ دعائیں بھی کرتا ہے، یا اللہ اسے اٹھا لے میں تھک گیا ہوں تو کیسے وہ حق ادا کرسکتا ہے۔

والدین کے لئے پروں کو بچھا دو:

تو پھر آگے کہا......

واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ......

ان کے آگے ذلیل ہو کر پر بچھا دے،

میرے آپ کے پر ہیں کہ جو بچھائے جائیں، ہاتھ ہیں، یہ پر کی تشبیہ کہاں سے اللہ لے کر آیا ہے، جو شکار کھیلتے ہوں گے ان کو بڑی اچھی طرح یہ بات معلوم ہوگی۔

میرا ایک کالج کا دور ہے مدرسہ اور تبلیغ کا دور ہے، کالج کے دور میں راوی کا کنارہ ہمارا گھر بنتا ہے، خانیوال میرا ہوم ڈسٹرکٹ ہے، راوی ہم سے تین چار میل جنگل ہوتا تھا، ایک ایک ہفتہ وہاں شکار کے لئے پڑے رہتے تھے۔

تو جب تیتر کو چھرا لگتا تھا تو وہ گرتا تھا تو اس کے پر ایسے ہوتے تھے ٹانگیں ادھر ہوتی تھی، گردن ایسے ہوتی تھی، اور وہ بے بسی کے ساتھ آنے والے کو دیکھ رہا ہوتا تھا۔ کہ اب تیرے ہاتھ میں ہوں، میرے پاس کچھ نہیں، جو تو کرے گا وہی ہوگا، یہ تعبیر اللہ وہاں سے لایا ہے۔

کہ ماں باپ کے آگے ایسے بچھو کہ جیسے شکار زخمی پرندہ، شکاری کے آگے گرتا ہے، اور بے بس ہو کر کہتا ہے، کہ جو مرضی کر، وہ بے بسی اور مصیبت کی وجہ سے ہے مجبوری کی وجہ سے ہے۔

تو کس لئے کر......

واخفض لهما جناح الذل من الرحمة......

ارے ظالم تو محبت کی وجہ سے کر، کہ انہوں نے تیرے پیشاب

دھوئے ہیں، تیرے پاخانے اٹھائے ہیں۔

آخر موت ہے:

بھائیو! یہ رشتے، موت تو سب کو آ جائے، کون سا میں بچوں گا، یا آپ بچیں گے، یہ تو ایک اٹل فیصلہ ہے......

فلو لا اذا بلغت الحلقوم وانتم حینئذ تنظرون......

میں تو ایک عام آدمی ہوں، کسی بھی جگہ زندگی کی شام ہو سکتی ہے، ان حضرات کے تو چاروں طرف پہرے کلاشن کوفیں اوپر ہیلی کاپٹر، تو کیا یہ بچ جائیں گے......

افائن مت فھم الخالدون......

کیا ان سرکاری اور بادشاہوں کو موت نہیں آتی۔

راوی کے کنارے ایک ٹوٹا سا مکان ہے
دن کو بھی جہاں شب کی سیاہی کا ساماں ہے
کہتے ہیں کہ آرام گاہ نور جہاں ہے
وہ تو عبرت کا نشاں ہے
جہاں میں ہیں ہر سو عبرت کے نمونے
مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بو نے

یہ جھنڈے والی گاڑیاں اندھا کر دیتی ہیں،

میں معافی بھی مانگتا ہوں،

ہاتھ بھی جوڑتا ہوں،

حق بھی کہتا ہوں،

یہ اندھا کر دیتی ہیں، نظر کچھ نہیں آتا پھر سائرن سنائی دیتے ہیں، پھر مظلوم کی آہیں سنائی نہیں دیتی۔

انصاف کرنے والوں کا مقام:

ہاں ہاں، منفی بھی بتایا، مثبت بھی بتاتا ہوں، اگر یہ قلم انصاف کے ترازو پر تل گیا، اگر یہ اقتدار انصاف کے ترازو پر تل گیا، تو میرے نبی ﷺ کا فرمان ہے ایک دن کا عدل ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے،

اور میرے نبی ﷺ کا فرمان ہے جب اللہ عرش کا سایہ کھولے گا اور یہ سورج جو اس وقت نو کروڑ تیس لاکھ میل فاصلے پر ہے، اور اس کی گرمی کل بارش ہوئی ہے، لیکن آج تپش ہے، یہ اتنے فاصلے پر ہو کر بھی ہمیں تڑپاتا ہے، یہ سورج ایک میل کے فاصلے پر ہوگا اور اس دن صرف عرش کا سایہ ہوگا۔

اور میرا اللہ سات قسم کے لوگوں کو پکارے گا، میرے عرش کے سائے کے نیچے آجاؤ، سب سے پہلے عادل حکمرانوں کو پکارا جائے گا، مجھے نہیں میں مصلے کا آدمی ہوں انہیں پکارا جائے، اگر یہ عدل کریں گے اور اگر

ظلم ہوگیا......

اتقوا الظلم فانه ظلمات یوم القیمة......

بچو ظلم سے کہ ظالم قیامت کے دن اندھیرے میں اٹھائے جائیں گے۔

ایک شخص کے قتل پر اگر ساری دنیا متفق ہو جائے، اور قتل ہو اور وہ بھی قتل ناحق، تو میرے نبی ﷺ کا فرمان ہے، اللہ اس ایک کے بدلہ میں سب کو اٹھا کر جہنم میں پھینک دے گا۔

مٹے نامیوں کے نشان کیسے کیسے:

تو بھائیو!

مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بو نے
کبھی غور سے یہ بھی دیکھا ہے تو نے
جو معمور تھے وہ محل اب ہیں سونے

جہاں اکبر کا اور جہانگیر کا وہ شیش محل وہ قصر شاہی، وہ دھلی کا لال قلعہ، اور یہ ہمارے لاہور کا قلعہ،

جو معمور تھے وہ محل اب ہیں سونے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے
تجھے پہلے بچپن نے برسوں کھلایا
جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا
بڑھاپے نے آکر پھر کیا کیا ستایا
اجل تیرا کر دے گی بالکل صفایا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے
ملے خاک میں اہل شان کیسے کیسے
مٹے نامیوں کے نشان کیسے کیسے
زمین کھا گئی آسمان کیسے کیسے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

اجل نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا
اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
ہر اک لے کر کیا کیا حسرت نہ سدھارا
پڑا رہ گیا سب یونہی ٹھاٹھ سارا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

سکندر اعظم کی موت:

۳۳ سال کی عمر سکندر اعظم کا ٹائیٹل اس نے خود نہیں لیا، تاریخ نے اس کو ٹائٹل دیا سکندر اعظم، ۳۳ سال کی عمر، ۱۴ جون کی گرم دوپہر، ۳۵۳ قبل مسیح، بابل کے شہر میں موت نے حملہ کیا، سارے پہرے ٹوٹ گئے، اور وہ ایڑھیاں رگڑتا ہوا کیا کہہ رہا تھا، ہے کوئی مجھ سے میری ساری سلطنت لے لے اور مجھے مقدونیہ پہنچا دے، میں گھر میں مرنا چاہتا ہوں، میرے اللہ نے سفر میں مار کر دکھایا، کہ......

قل اللھم مالك الملك تؤتی الملك من تشآء و
تنزع الملك ممن تشآء و تعز من تشآء و تزل من
تشآء بیدك الخیر انك علی كل شیئی قدیر○

تولج الیل فی النہار و تولج النہار فی الیل و تخرج الحی من المیت و تخرج المیت من الحی و ترزق من تشآء بغیر حساب○......

حکومت اللہ کی تقسیم ہے، جس کو دیتا ہے کوئی لے نہیں سکتا، جس سے لیتا ہے، کوئی دے نہیں سکتا، اٹھا دے تو کوئی گرا نہیں سکتا، گرا دے تو کوئی اٹھا نہیں سکتا۔

شریک کوئی نہیں، وزیر کوئی نہیں، مشیر کوئی نہیں، تھکن تھکاوٹ نیند، جہل سے پاک اللہ، بے عیب، موت سے پاک، مارے گا، مجھے بھی آپ کو بھی وہ وقت آئے گا۔

اللہ تعالیٰ یوں کہتا ہے کہ میں نے حلق میں اس کو اٹکا دیا اب بتاؤ اگر تم ہی تم ہو تو پھر رکو، میں لے جا رہا ہوں۔ تم روکو۔

اللہ نے حضور ﷺ سے پوچھا:

او میرے بھائیو! پوچھنے والا ہم سے نہیں پوچھے گا، ایک ہستی سے پوچھا گیا وہ ہیں محمد رسول اللہ ﷺ بس یہ در بند، پہلے نہ بعد،

بارہ ربیع الاول ذرا سا دن گرم ہو چکا، جبرائیل علیہ السلام دبے پاؤں اندر آئے، آہستہ آہستہ...... گھبرائے گھبرائے...... اور آ کر عرض کی

یارسول اللہ ﷺ، ملک الموت دروازے پر آچکا ہے، اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے، آپ کی اجازت سے اندر آئے گا، ویسے نہیں آ سکتا۔

مجھے آپ کو کون پوچھے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آنے دو، وہ اندر آ کر کھڑا ہو گیا، یارسول اللہ ﷺ اللہ نے جب سے موت کا کام میرے ذمہ لگایا ہے، یہ پہلا موقع ہے کہ اللہ نے فرمایا کہ پوچھ کر اندر جانا، بن پوچھے نہ جانا اور یہ پہلا موقع ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان سے پوچھ لینا گر وہ آنا چاہیں تو انہیں لے آنا اور اگر وہ رہنا چاہیں تو تم واپس آ جانا، اب جو آپ فرمائیں گے میں اس کے مطابق کروں گا۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کہوں کہ میری جان نکالو تو نکالو گے؟ کہا کہ میں آپ کی بھی نکالوں گا۔ تو آپ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا،

مجھے دیکھ رہے ہیں میرے ابرو اٹھ گئے، تیری کیا رائے ہے؟ آنکھوں سے سوال کیا، تیری کیا رائے ہے، تو جبرائیل علیہ السلام بولے یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا شوق رکھتے ہیں، فیصلہ آپ ﷺ کریں گے اوپر تو سارا انتظام مکمل ہو چکا ہے استقبال کی تیاریاں ہیں۔

آپ ﷺ نے کہا جاؤ پہلے جا کر میرے اللہ سے پوچھ کر آؤ

میرے بعد میری امت کے ساتھ کیا کرو گے میں پھر جواب دوں گا۔

جبرائیل علیہ السلام واپس، ملک الموت کھڑے رہے، کیا پیغام آیا......

لا نقبل امتك بعدك...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو تنہا نہیں چھوڑا جائے گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... الان قرة عيني...... اب میری آنکھیں ٹھنڈی ہیں۔

اب میں اک بات بتاؤں، اللہ کی قسم اور اگر میں یہ قسم کروڑ دفعہ بھی کھاؤں تو میں سچا ہوں، اگر میرا نبی اس وقت اللہ سے یہ کام نہ کرواتا یہ وعدہ اگر نہ لیتا، تو آج میں اور آپ انسانی شکل میں نہ ہوتے، وہی ہوتے جو بنو اسرائیل ہو گئے تھے......

كونوا قردة خاسئين......

بن جاؤ بندر، بن جاؤ سور، برسا دو پتھروں کی بارش، دھنسا دو زمین میں، اڑا دو ہوا کے دوش پر، برسا دو ان پر بجلیاں،

کیا وہ سارے کام نہیں ہو رہے، جو وہ پہلی قومیں کرتی تھیں، کیا زنا نہیں ہو رہا، کیا شراب نہیں چل رہی، کیا ظلم و ستم نہیں ہو رہا، کیا اذان پر کتنے ہیں جو اٹھ کر جاتے ہیں، اس کو دعا دو کہ جو جاتے ہوئے میرا اور آپ کا کام کروا گیا کہ یا اللہ وہ نہ کرنا کہ جو پہلوں کے ساتھ ہو گیا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی:

الان قرۃ عینی......

اب میری آنکھیں ٹھنڈی ہیں......

اللھم فی الرفیق الا علی......

میرے مولا اب بے شک مجھے بلا لے میرا کام ہو گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیتیں:

جب ملک الموت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی اللہ کی تقدیر کو پورا کرو، چند لمحات تھے اس میں دو بول بولے تھے،

الصلوٰۃ و الصلوٰۃ و ما ملکت ایمانکم......

میری امت نماز نہ چھوڑنا اور

سارے حکومت والے بیٹھے ہوئے ہیں، نماز نہ چھوڑنا......

وما ملکت ایمانکم......

اپنے ماتحتوں پر فرعون نہ بن جانا اپنے جیسا ان کو انسان سمجھنا، ماتحتوں سے، غریبوں سے فقیروں سے، بے نواؤں سے، ناداروں سے، بد سلوکی نہ کرنا، سمجھنا کہ وہ بھی تمہارے جیسے ہی انسان ہیں، یہ دو لفظ آپ دھرا رہے تھے......الصلوٰۃ......نوے فی صد لوگ نماز چھوڑ چکے ہیں، اور کتنے

ایسے ہیں کہ جو کہتے ہیں کہ ضرورت ہی کوئی نہیں ہے...... وما ملکت ایمانکم ...... اپنے ماتحتوں سے اچھا سلوک کرنا ظالم بن کر نہ مرنا، مظلوم بن کر مرنا ہے تو مر جاؤ، ظالم بن کر نہ مرنا۔

اور جب آواز اور کمزور ہوئی، تو کہا......

الصلوٰۃ، الصلوٰۃ الصلوٰۃ......

اس کا تکرار کیا نماز نہ چھوڑنا نماز نہ چھوڑنا۔

پھر آخر میں فرمایا......

اللھم فی الرفیق الاعلی ...... اے میرے رب تو اب بلا لے مجھے اپنے پاس، کبھی نہ رونے والا ملک الموت اب اس نے روح مبارک کو نکالا، تو اس کی آنکھوں میں آنسو نکل آئے، اور اس نے ہائے کی، واہ محمدا، اے آج انسانیت اس دکھ سے گذری ہے کہ قیامت تک ایسا دکھ کوئی نہ آئے گا، اتنی بڑی ہستی سے دنیا آج محروم ہو گئی، اور جبرائیل علیہ السلام بھی بول اٹھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا...... اللھم فی الرفیق الاعلی ...... تو جبرائیل علیہ السلام بول اٹھے، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ نے جانے کا فیصلہ کیا ہے تو میرا بھی آج آخری دن ہے، آج کے بعد میں بھی لوٹ کر اس دھرتی پر کبھی نہیں آؤں گا، دنیا ویران ہو گئی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے اب،

تو میرے بھائیو! مجھ سے تو کوئی نہیں پوچھے گا، آپ سے تو کوئی نہیں پوچھے گا سمجھدار وہ ہے کہ جو نفس پر قابو رکھے...... وعمل لما بعد الموت ...... جو موت کی تیاری کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم والدہ کی قبر پر:

مائیں سب کی مائیں ہوتی ہیں، میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ماں مری تھی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بڑے آنسو بہائے تھے چوہدری صاحب تو پوتوں والے ہو گئے، دادی پڑ پوتوں والی ہو گئی اور میرے نبی کی اماں کی جدائی تو ان کی چھ سال کی عمر میں ہو گئی تھی۔

ایک جنگل ویرانہ تھا میں ابواء گیا بڑی مشقتوں کے بعد، کوئی لوگ وہاں جانے کو تیار نہیں ہوئے، پولیس پکڑتی ہے، تو ایک آدمی کی منت خوشامد کر کے اندر صحرا میں گئے اور جا کر جب میں وہاں کھڑا ہوا میرے سامنے چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کا ویران سلسلہ تھا، کانٹے دار جھاڑیاں تھیں، نوکیلے پتھر تھے، اور ادھر شام ڈھل رہی تھی۔

ادھر میں چودہ سو سال پیچھے لوٹ کر جانے کی کوشش کر رہا تھا بہت سے پردے اٹھا کر دیکھنا چاہتا تھا، اور چشم تصور بھی عاجز تھی کہ چھ برس کا بچہ، ماں کے پہلو، سے چمٹا ہوا، لیٹا ہوا، اور ایک نوکرانی ام ایمن ساتھ ہے،

درمیان میں جنگل ہے، چار دن پہلے نہیں موت آئی کہ مدینہ میں مر جاتی، چار دن بعد موت نہیں آئی کہ مکہ میں جا کر مر جاتی، یہاں سے چوتھے روز قافلے مکے میں داخل ہو جاتے تھے۔

جب جنگل ویرانہ صحرا، اور وحشت عروج پر تھی تو میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں نے آنکھیں بند کر لیں، اور فرمایا، میں تو جا رہی ہوں، اپنے پیچھے ایسا لال چھوڑ کر جا رہی ہوں جس کا نام ساری دنیا میں چمکے گا، چھ برس کا بچہ ہے اور پہلی موت ہے، پتہ نہیں چل رہا، ماں سے لپٹ رہے ہیں، اور رو رہے ہیں، ام ایمن کھینچنا چاہتی ہے، وہ تسلی ہی نہیں پاتے، تسلی تو اپنوں سے ہوتی ہے کبھی نوکروں سے بھی تسلی ہوتی ہے، جب قبر مبارک بنی اور قافلہ چلنے لگا ہمارے نبی ایسے لپٹ گئے۔

ماں کی قبر پر:

اور یوسف علیہ السلام کو جب لے جایا جا رہا تھا، مصر والوں نے خرید لیا تھا راستے میں ماں کی قبر آ گئی اونٹ سے نیچے چھلانگ لگا دی، اور ماں کی قبر پر گر گئے، ہاتھ بندھے ہوئے تھے، غلام بن کر لے جائے جا رہے ہیں، بادشاہ بن کر نہیں، قبر پر ایسے گر گئے تھے۔

یہی میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا، چھ برس کی عمر، جب ام ایمن لے

کر چلنے لگی تو قبر پر گر گئے کہنے لگے میری اماں، ایک دفعہ کھینچا، دو دفعہ کھینچا، چھ برس کا بچہ، جتنا زور آپ میں تھا اتنا آپ نے لگایا، چمٹ گئے بر کے ساتھ لیکن یہ اللہ کے فیصلے ہیں۔

آخر موت ہے:

کل نفس ذائقۃ الموت...... یہ آیت کافی ہے ہوش میں لانے کے لئے لیکن کیا کریں شراب کا نشہ تو اُتر جاتا ہے اور مال کا اور حکومت کا نشہ اُترتا نہیں ہے...... کل نفس ذائقۃ الموت...... مکے تک آپ روتے ہی گئے، روتے ہی گئے اور یہ صدمہ ایسا دل میں پلتا رہا کہ مدینہ میں دین مکمل ہو چکا ہے اقتدار کا پھریرا لہرا چکا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا:

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ کاش میرے ماں باپ بھی زندہ ہوتے اور نہیں تو ماں تو زندہ ہوتی اور میں عشاء کی نماز کے لئے مصلے پر کھڑا ہوتا اور میں ہاتھ باندھ کر فاتحہ شروع کر چکا ہوتا، عشاء کی فرض نماز، نفل نہیں، اور ادھر سے کھڑکی کھلتی اور میری ماں مجھے کہتی محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تو میں نماز چھوڑ کر کہتا جی اماں جان، یہ ماں ہوتی ہے۔

جنت کا ساتھی کون ہے:

موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یا اللہ میرا جنت کا ساتھی کون ہے فرمایا فلاں قصائی تیرا جنت کا ساتھی ہے، موسیٰ علیہ السلام حیران ہوئے کہ قصائی اور موسیٰ علیہ السلام کا جوڑ کیا ہے وہ دیکھنے گئے، کہ ہے کون؟ دیکھا تو ایک قصائی عام قصائیوں کی طرح گوشت کاٹ رہا ہے اور بیچ رہا ہے، شام ڈھلی تھیلا اٹھایا گوشت اس میں ڈالا، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں بھی آؤں، تیرے ساتھ، وہ نہیں پہچانا، کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہے، کہنے لگا آ جاؤ، گھر گیا، گوشت صاف کیا، بوٹیاں بنائیں، سالن پکایا، روٹیاں پکائیں اسے تھالی میں سجایا، ایک بوڑھیا روئی کے گالے کی طرح بستر پر تھی، اس کو اٹھایا اس کو نوالے بنا بنا کر اس کو کھلاتا رہا، کھلاتا رہا، جب اس نے سر ہلایا کہ بس، تو اس نے اس کا ایسے منہ صاف کیا تو وہ کچھ بڑ بڑانے لگی، اس کو لٹا دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کون ہے؟ کہا کہ میری ماں ہے، صبح اس کی ساری خدمت کر کے جاتا ہوں شام کو پہلے آ کر اس کی خدمت کرتا ہوں، اپنے بچوں کی بعد میں کروں گا۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ کیا کہہ رہی تھی کہا جی پاگل ماں ہے، جب بھی خدمت کرتا ہوں شروع ہو جاتی ہے، اللہ جنت میں تجھے موسیٰ کا

ساتھی بنائے، میں کہاں اور موسیٰ کہا؟

علامات قیامت:

ہاں ہاں مائیں ایسی ہی ہوتی ہیں، میرے نبی ﷺ نے فرمایا جب پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی کہا کہ اللہ ہی جانتا ہے، کہا یا رسول اللہ ﷺ کوئی نشانی؟ تو فرمایا کہ جب دیکھو کہ لوگ ماؤں سے نوکروں کا سلوک کرتے ہیں تو سمجھ لو کہ چوٹ پڑنے والی ہے، یہ نہیں کہا کہ، جب بت پرستی پھیل جائے، جب قتل و غارت اور زنا پھیل جائے، یہ کیا کہہ گئے، جب دیکھو کہ اولادیں ماں باپ کے ساتھ نوکروں کی طرح بولیں، جب بیٹا باپ کا گریبان پکڑ کر کہے کہ تم نے آج تک میرے لئے کیا بنایا ہے۔

ماں کی دعا قبول ہوتی ہے:

میں نے اپنے کانوں سے سنا، تم نے آج تک میرے لئے کیا کیا ہے؟ بیٹا باپ سے کہہ رہا ہو، جب اولادیں اس طرح باپ کے سامنے ہوں، اور مائیں جوان اولاد سے بات نہ کرسکیں، تو میرے نبی ﷺ نے کہا کہ پھر سمجھ کہ اب یہ نظام ٹوٹ جائے گا، ایسے انسان، انسان نہیں ہیں ان سے زندہ رہنے کا حق چھین لیا جائے گا اور انہیں پیوند

خاک کردیا جائے گا۔ ماں اتنی عظیم چیز ہے، اتنا بڑا مرتبہ ہے، وہ وزیر اعلیٰ کی ہو، فقیر اعلیٰ کی ہو، اس کی دعائیں عرش تک جاتی ہیں، ہلا دیتی ہیں عرش کے پردوں کو۔ عرش کے حجاب اٹھا دیئے جاتے ہیں۔

صحابیؓ دربار رسالت میں:

تو میرے بھائیو! جن کی ہیں وہ قدر کرلو، باپ کی بھی سنا دوں۔

ایک شخص آیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ مجھ سے نہیں پوچھتا میرا مال خرچ کر دیتا ہے، میں کما کر لاتا ہوں، وہ خرچ کر دیتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اس کے باپ کو بلاؤ، جب باپ کو پتہ چلا کہ میرے بیٹے نے میری شکایت کی ہے تو اس کو بڑا رنج ہوا۔

عرب کی فطرت میں ان کی گھٹی شاعری تھی۔ اسے پتہ چلا کہ میرے بیٹے نے میری شکایت لگائی ہے تو رنجیدہ خاطر ہو کر وہ دل ہی دل میں کچھ شعر پڑھتا ہوا آیا، زبان سے نہیں کہے، جب وہ مجلس میں پہنچا، تو جبرائیل علیہ السلام آ گئے، کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کہیں مجھے وہ شعر پہلے سناؤ جو تیری زبان سے ادا نہیں ہوئے تیرے کانوں نے نہیں سنا، اللہ تعالیٰ نے سنا ہے تیرا کیس بعد میں سنا جائے گا۔

پہلے وہ شعر سناؤ تو وہ کہنے لگا...... اشھد انك رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی میرا ایمان آپ پر پورا ہے لیکن میں گواہی دیتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سچے، آپ کا رب بھی سچا، یارسول اللہ صرف بزم تصور میں خیالات کی دنیا میں چند کلمات ہوا کے جھونکے کی طرح آئے اور گزر گئے میں نے تو اپنی زبان سے ایک حرف بھی ادا نہیں کیا آپ کے رب نے وہ بھی سن لیا؟ ہاں ہاں......

یعلم السرو اخفی......

وہ آہستہ بھی سنتا ہے دل کی دھڑکنوں سے بولو تب بھی سنتا ہے،
کیا کہا تھا، کہا میں نے کہا تھا جس کا ترجمہ یوں ہے۔

"میرے بیٹے تو جس دن پیدا ہوا تھا، اسی دن سے ہمارے ارمانوں کا خون ہونے لگ گیا تھا۔ ہم پھر تیری خاطر جئے، جو کمایا تیرے لئے جو بچایا تیرے لئے، تجھے گرم ہواؤں سے بچانے کے لئے میری ہڈیاں بھی سوختہ ہوگئیں، تجھے ٹھنڈک سے بچانے کے لئے میں سرد راتوں میں ٹھرتا رہا، اور خزاں کے پتوں کی طرح جھڑتا رہا، جو لایا تیرے لئے، جو کمایا تیرے لئے، تو روتا تھا، ہم سو نہیں سکتے تھے، تو نہیں کھاتا تھا ہم کھا نہیں سکتے تھے، تیری بیماری ہمیں بے قرار کر دیتی تھی، موت کے سناٹے لہرانے لگتے تھے حالانکہ موت الگ چیز ہے، موت الگ چیز ہے، لیکن یہ

دھڑکا لگا رہتا کہ کہیں مر نہ جائے۔

ہائے اولادیں کہتی ہیں اللہ ابا جان کو اٹھا لے، ماں باپ کہتے ہیں میری بھی اسے لگا دے، آج تک کوئی اولاد ایسی سنی نہیں، دیکھی نہیں، ہر ماں باپ کا یہی ہوتا ہے عام کو چھوڑو۔

جان کا نذرانہ:

بابر بیالیس سال کی جوانی ہے اور آگے سنہرا مستقبل سامنے ہے، ہمایوں بیمار ہوا، بابر کا بیٹا ہے، تو بابر کہتا ہے اس کی چارپائی کے چکر لگاتے ہوئے اے میرے رب اگر تیری تقدیر میں کسی جان کا نذرانہ بن سکتا ہے تو میری جان قبول کر لے اور ہمایوں کو آزاد کر دے، اور یہ کہہ کر اس کی چارپائی کے سرہانے کھڑا ہوا اے اللہ مجھے اٹھا لے اس کو بچا لے، اور اس کی چارپائی کے گرد چکر لگانے شروع کیئے اس کی بیماری مجھے لگا دے، پھر بے ساختہ پاگلوں کی طرح کہنے لگا میں نے لے لی میں نے لے لی، میں نے لے لی، بابر گر گیا ہمایوں اٹھ گیا، باپ ایسے ہی ہوتے ہیں، جو بادشاہ ہوں، یا فقیر ہوں۔

باپ کی محبت:

باپ کا دل باپ کا ہی ہوتا ہے، ہمارے نبی ﷺ کی بڑھاپے کی

اولاد ہے، ۶۱ سال کی عمر میں اللہ نے ابراہیم دیا، ماریہ قبطیہ سے، آپ ﷺ نے مدینہ کے پرفضا مقام پر رہنے کا انتظام کیا، خوشخبری سنانے والے کو اونٹنی انعام عطا فرمائی تھی۔

وہ جگہ آج بھی ہے لوگوں کو پتہ نہیں ہے اس پر چار دیواری ہے، پتہ ہو تو آدمی پھر وہاں پہنچ سکتا ہے، جب چار دیواری نہیں تھی میں کئی دفعہ وہاں گیا، اب بڑی چار دیواری کر دی ہے تو پتہ نہیں چلتا چاروں طرف باغات میں گھری ہوئی وہ جگہ تھی، اور آپ صبح شام بیٹے کو جا کر ملتے تھے، پیار کرتے تھے، آپ کی عمر مبارک ساڑھے باسٹھ سال کی ہوئی ایک دم خبر آئی، بیماری کی خبر نہیں آئی آدمی ذہنی طور پر تیار ہو جائے، یا رسول اللہ ﷺ ابراہیم آخری سانسوں پر ہے، وہ منظر دیکھنے والا تھا۔

جب آپ ﷺ مسجد سے نکلے اب دیکھ باپ ایسے ہوتے ہیں، چاہے وہ قاب قوسین پر کھڑا ہو، چاہے اللہ کی تجلیوں کو سر کی آنکھوں سے دیکھتا ہو، اور چاہے کائنات اس کے سامنے باندی ہو، لیکن یہ باپ ہے، آپ ﷺ ہوا کے جھونکے کی طرح مسجد سے نکلے، اور اتنی تیزی سے دوڑے، کہ پیچھے لوگوں کے چادریں کندھوں سے گر رہی تھیں، گر رہی تھیں، اتنی تیزی کے ساتھ آپ پہنچے ہیں۔

اور آگے شمع کو بھی آخری جھونکے کا انتظار تھا، جونہی آپ اندر

آئے، تو بیٹے کی نظر پڑی آپ نے گود میں لیا، باپ بیٹے کی نظریں چار ہوئیں، ابراہیم، کی آنکھیں بند ہوئیں، اور ہمارے نبی کی آنکھیں چھلک پڑیں۔

اور فرمایا ابراہیم بڑا دکھ دے کے جا رہے ہو، آنکھ اشک بار ہے، دل پارہ پارہ ہے، زبان شکر گزار ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو قبر میں اتارا کئی صحابہ رضی اللہ عنہم کو قبر میں اتارا، ابراہیم کو قبر میں نہیں اتار سکے، غم اور صدمے کی وجہ سے، پیچھے بیٹھ گئے، کہا ابراہیم، کو قبر میں اتارو، جب قبر میں اتارا تو پھر وہی جملہ دھرایا ابراہیم رضی اللہ عنہ بڑا دکھ دے کر جا رہے ہو، کوئی بات نہیں تیرے پیچھے ہی آ رہا ہوں۔

آنکھ اشک بار ہے، دل پارہ پارہ ہے، زبان پر شکر ہے، ماں باپ ایسے ہی ہوتے ہیں، کہا میرا بیٹا تیری بیماری ہمیں تڑپا دیتی تھی۔

صحابیؓ کا جواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں:

صحابی رضی اللہ عنہ کہہ رہا ہے کہ میں کوہلو کے بیل کی طرح چلتا رہا، چلتا رہا، یہاں تک کہ جوانی نے تیرے اندر امنگیں بھر دیں اور بڑھاپے نے مجھے سرد خانے میں ڈال دیا، تو سیدھا ہونے لگا، میری عمر، جھکنے لگی، تجھ

پر بہار آگئی، مجھ پر خزاں آگئی، میں پت جھڑ کا شکار ہوا تو شگوفے اور کلیوں کا منظر بنا، پھر مجھے آس لگی اب تو سایہ دار ہے، میری شاخیں ٹوٹ چکی ہیں، اب تو پھل دار ہے اور میں بے ثمر ہوں، اب تو میرا آسرا بنے گا، جیسے میں تجھے انگلی سے پکڑ کر چلا کرتا تھا، تو بھی میرے ساتھ ایسے ہی چلا کرے گا۔ لیکن ایک دم تیرے تیور بدلے، تیری آنکھیں بدلیں، ماتھے پر چڑھ گئیں۔

تو ایسے بولتا تھا کہ میرا دل پارہ پارہ ہو جاتا تھا، پھر میں سوچ میں پڑ گیا کہ میرا خیال ہے کہ میں اس کا باپ نہیں ہوں، اس کا نوکر ہوں، باپ سے تو ایسے کوئی بولا نہیں کرتا۔ میں نے اپنی تیس سالہ زندگی کو جھٹلا دیا اور میں نے کہا نہیں نہیں میں، اس کا باپ نہیں ہوں، میں اس کا نوکر ہوں، تبھی تو یہ مجھے ڈانٹتا ہے تبھی تو مجھے بے عزت کر کے رکھ دیتا ہے مالک اپنے آقا سے یہی کیا کرتے ہے، مجھے دھوکہ لگا میرے بیٹے، میں تیرا نوکر، تو میرا مالک، اچھا نوکر سمجھ کر ہی مجھے کچھ دے دیا کر۔

میں اب بھی اس وقت ان اشعار کے ترجمہ کا حق ادا نہیں کر سکا، اردو میری زبان نہیں، پنجابی جانگلی آدمی، ہائے ہائے، میرے نبی کی آنکھیں چشمہ بن چکی تھیں، اور ساری داڑھی آنسوؤں سے تر ہو چکی تھی۔

اور آپ نے اس بیٹے کو یہاں گریبان سے پکڑا۔ اٹھ جا میری

نظروں سے دور ہو جائیں تیری شکل نہ دیکھوں تو سب کچھ تیرے باپ کا ہے...... انت و مالك لابيك ...... تو اور تیرا سب کچھ تیرے باپ کا ہے۔

مقام سمجھایا ہے:

یہ مقام سمجھایا ہے جب یہ چلے جاتے ہیں آدمی یتیم ہو جاتا ہے فقیر ہو جاتا ہے، اللہ کی قسم وہ بادشاہ ہو، وہ وزیر ہو، وہ دولت مند ہو، جس کو ماں کی دعاؤں سے حصہ ملنا بند ہو گیا جس کو باپ کی دعاؤں سے حصہ ملنا بند ہو گیا جس کو باپ کی دعاؤں سے حصہ ملنا بند ہو گیا فقیر ہو گیا۔

دنیا امتحان گاہ ہے:

تو بھائیو! مر تو سب جائیں گے، بڑا آدمی مر جائے تو خلقت اکٹھی ہو جاتی ہے کوئی فقیر مر جائے تو کوئی جنازہ پڑھنے بھی نہیں آتا کوئی کندھا دینے بھی نہیں آتا، کوئی قبر کھودنے بھی نہیں جاتا،

کوئی بڑا آدمی مر جائے تو ہزاروں بھاگے بھاگے چلے آتے ہیں، ہائے ایک دن ہم میں سے کوئی بھی نہیں ہو گا، میں سارے بھائیوں کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں اپنی موت کا سامان کرو، اللہ تعالٰی نے دنیا امتحان کے لئے بنائی ہے، یہ امتحان ہے ان کو حکومت ملی ہے، ان کا کوئی

حق نہیں ہے ان کا امتحان ہے۔

مجھے چار ٹوٹے زمین ملی ہے میرا کوئی حق نہیں ہے، میرا امتحان ہے، کسی کو مل ملی ہے، میرے اللہ نے دی ہے، اس کا امتحان ہے، کسی کو حسن ملا ہے میرے اللہ نے دیا ہے، اس کا امتحان ہے، کسی کو طاقت ملی ہے، میرے اللہ کی دی ہوئی ہے اس کا امتحان ہے۔

بھولو نہیں، ایک آنکھ ہے جو نیند سے پاک ہے، اونگھ سے پاک ہے، اور جب اذانوں کی آواز آتی ہے...... حی علی الصلوٰۃ ......تو وہ سویا نہیں ہے، وزیر اعلیٰ بلائے تو بھاگے ہوئے آئے، تھانیدا بلائے تو سپاہی بھاگا ہوا آتا ہے۔

عدل کرو:

میرے بھائیو! جب اللہ بلاتا ہے چلے جایا کرو، چلے جایا کرو، اس زبان کو سچ کا عادی بناؤ، آپ میں اکثر حکمران طبقہ بیٹھا ہے، ان ہاتھوں کو عدل کا گجرا پہنا دو، اس کو عدل کا زیور دے دو،

میرے اللہ کی قسم بڑے یہ ابدال تمہاری گرد کو نہ پہنچ سکیں گے، اگر عدل کے ساتھی بن کر دنیا سے اٹھ گئے تو آپ کا مقام کوئی نہیں دیکھ سکتا، ظالم نہ بننا، ظلم نہ کرنا۔

عادل بادشاہ کا تذکرہ:

سلیمان ولید عبدالملک، تین آدمیوں کو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے قبر میں اتارا، چوتھے خود ہیں مرنے کا وقت آچکا، رجاع میں نے عبد الملک کو قبر میں اتارا ولید کو اتارا، سلیمان کو اتارا، جب ان کے کفن کی گرہ کھولی، تو ان کے چہرے قبلے سے ہٹ چکے تھے اور ان کے چہرے کا رنگ کالا پڑ چکا تھا۔

اور اب میں جارہا ہوں میرا خیال کرنا مجھے بھی دیکھ لینا کہ میرے ساتھ، میرا اللہ کیا کرتا ہے۔

اور اللہ کی قسم ہمارے اور ان کے درمیان تیرہ سو سال ہیں، میں آج بھی قسم کھاتا ہوں، ان تینوں میں سے نہ کوئی زانی تھا، نہ شرابی تھا، نہ جواری تھا، نہ بے نمازی تھا نہ بے روزہ تھا، نہ بخیل تھا یہ صرف ظالم تھے، خون کی ہولی کھیلے، اقتدار کو ذاتی چیز سمجھ کر استعمال کیا، چہرے پھیر دیئے گئے، سیاہ کر دیئے گئے۔

آج عمر جانے لگا ہے، یہ بھی تو اسی تخت پر بیٹھا ہے یہ بھی تو بنو امیہ کا فرد ہے، سوا دو سال کی حکومت تین براعظم میں زکوۃ لینے والا کوئی نہ بچا۔

اور جب ان کو قبر میں اتارنے لگے ہوا چلی اور ایک پرچہ بل کھاتا ہوا آیا اور ان کے سینے پر گرا، اٹھا کر دیکھا گیا اس پر لکھا ہوا تھا۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم براۃ من اللہ عمر بن عبد العزیز من النار......

ہم نے عمر بن عبدالعزیز کو جہنم سے آزاد کر دیا۔

تین براعظموں کی سلطنت کے ساتھ جہنم کی آزادی، جب قبر میں رکھا اور رجاع قبر میں اترے اور کفن کی گرہ کو کھولا، تو فرماتے ہیں کہ مجھے یوں لگا کہ چودھویں کا چاند قبر میں اتر آیا ہو۔

حکومت جنت کا ذریعہ بن سکتی ہے:

تو آپ بڑی جنت بنا سکتے ہیں اور بڑی جہنم بنے گی، اگر یہ قلم بہک گیا، اگر مال کے نشے میں قلم بہک گیا پھر خیر نہیں ہے، توبہ کرو اللہ کے دربار میں۔

توبہ کرو:

ہم انسان ہیں، گناہوں سے لپٹے ہوئے ہیں، گناہ ہوتا ہے توبہ کریں، دلیر نہ ہوں، توبہ کریں،

میں حج پر تھا، کچھ زیادہ پڑھے ہوئے میرے ساتھ تھے، مجھے

کہنے لگے کہ قرآن میں تو کہیں نہیں ہے کہ شراب حرام ہے، میں نے کہا کہ قرآن میں کہیں نہیں ہے کہ شرک حرام ہے......

لا تشرك بالله...... شرک نہ کرو،

یہ تو کہیں نہیں لکھا ہوا کہ......

الشرك حرام......

دنیا کی کون سی سوسائٹی زنا کو جگہ دیتی ہے، قرآن میں کہیں نہیں لکھا کہ زنا حرام ہے فرمایا......

لا تقربوا الزنا...... قریب بھی نہ جاؤ زنا کے۔

میرے بھائیو! گناہ ہوتا ہے ندامت تو اختیار کرو، نماز پڑھ نہیں گئے، روئے تو سہی، قدم بہک گئے تو روئے تو سہی، بعض اوقات ندامت کا آنسو عمل سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے، بعض اوقات ندامت کی ہائے عمل سے بھی آگے بڑھ جاتی ہے۔

اور میرا اس دنیا میں بادشاہ نہیں ہے کہ بس دل میں گرہ باندھ لے، کہ میرے پاس آنے دو حکومت پھر دیکھو میں تجھے کیسے جھوٹے مقدمات میں پھنساتا ہوں، یہی کشتی چلتی ہے۔

میرا اللہ کہتا ہے تو آ تو سہی، کتنے گناہ ہیں تیرے پاس ساری زندگی کے نہیں تھوڑے ہیں، ہزار سال کے نہیں تھوڑے ہیں، دس ہزار

تھوڑے ہیں۔

اللہ معاف کرتا ہے:

میں تمہیں خود مہلت دیتا ہوں...... یا ابن آدم لو بلغت ذنوبك عنان السمآء ...... تو اتنے گناہ کر کہ اس گلبرگ کی دھرتی سے لے کر آسمان کی چھت تک اپنے گناہوں کو پہنچا دے، کر لے، کر لے۔

پھر ایک دفعہ تو آ گیا بوجھل قدموں کے ساتھ میرے گھر کو، کہاں جا رہے ہو، یار آج توبہ کرنے جا رہا ہوں، تو میرا اللہ کہتا ہے......

تلقيته من بعيد......

میں عرشوں سے اتر کر تیرا استقبال کروں گا۔ کہ میرا بندہ آ گیا۔

میں تو اس کا انتظار کر رہا تھا، مجھے تو اس کا انتظار تھا......

يا داؤد بشر المذنبين......

داؤد جاؤ گناہ گاروں کو خوشخبری سنا دو، یا اللہ گناہ گاروں کو کیا خوشخبری سناؤں۔ کہا ان سے کہہ دو......

لا يتا اعظم على ذنب ان اغفره......

تمہارا رب کریم ہے جتنے مرضی گناہ کئے ہیں ایک دفعہ توبہ کرو، میں سارے معاف کر دوں گا۔

تم توبہ تو کرو، اللہ کا مذاق تو نہ اڑاو، کوئی نہیں اللہ خود ہی معاف کرے گا رات کے شرابی کو اور رات کے تہجد گزار کو ایک ترازو میں تول دیا گیا، تو پھر انصاف کہاں گیا، حسین رضی اللہ عنہ اور ابن زیاد اگر ایک ترازو میں بیٹھ گئے، تو سر کٹانے کی ضرورت کیا تھی، اولاد کو ذبح کروانے کی ضرورت کیا تھی، کتنے نوحے کہ چودہ صدیوں سے امت رو رہی ہے، یہ سب کچھ کس لئے تھا؟

ہم بک چکے ہیں:

نہیں نہیں ہم بک چکے ہیں ہاں ہاں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں ہم منڈی کا مال نہیں ہیں کہ کوئی ہمارا مول لگادے ہم منڈی کا سودا نہیں ہے کوئی ہمیں خرید لے ہم بازار کی جنس نہیں ہیں کہ جو چاہے ہمیں خرید لے ہمارا محکم ایمان ہے ہم اللہ رسول پر بک چکے ہیں۔

یہ عزت کیا ہے؟ یہ اقتدار کیا ہے؟ یہ حکومت کیا ہے؟ آج ہے کل نہیں ہوگا، نہیں رہے گا میں سارے بھائیوں کے سامنے ہاتھ جوڑ کر منت کرتا ہوں، توبہ کریں، اپنے اللہ کی طرف رجوع کرو،

یہ تبلیغ کا کام یہی محنت ہے، یہ تبلیغ کا کام اس ایمان کو سیکھنے کی محنت ہے، کہ یہ آپ کا سرمایہ ہے یہ آپ کی اصل دولت ہے۔

تعلق کس سے ہے؟

چوہدری صاحب سے میں نے کئی دفعہ کہا کہ مجھے آپ کی حکومت کی وجہ سے اتنا تعلق نہیں، جتنا راسخ کی وجہ ہے کہ یہ آپ کا سرمایہ ہے بیٹا، میرے پاس آئے تھے شلوار اوپر رکھتا ہے داڑھی بڑھاتا جاتا ہے، اسے کہو کہ تھوڑی داڑھی، تو چھوٹی کر، میں نے کہا چوہدری صاحب اللہ کی قسم آپ کو مبارک ہو اللہ نے آپ کو ایسا بیٹا دیا ہے آپ چاہتے تھے کہ ایک لڑکی اس کے دائیں ہوتی ایک بائیں ہوتی اور بدمعاشی کر رہا ہوتا سڑکوں پر، تم ساری زندگی سر سجدے میں رکھ کر روؤں، اس نیکی کا تم شکر ادا نہیں کر سکتے۔

نیکی سرمایہ ہے، نیکی دولت ہے، نیکی سب کچھ ہے مجھے ان سے کچھ نہیں لینا۔

توبہ کرو اور تاویلیں نہ کرو:

بھائیو! میں ہاتھ بھی جوڑتا ہوں، سب بھائیوں کی خدمت میں درخواست بھی کرتا ہوں، یہاں سے توبہ کر کے اٹھنا تمہارا واسطہ اللہ سے ہے جو بڑا کریم ہے، جو فوراً معاف کر دیتا ہے، پھر توبہ ٹوٹ جائے، پھر کر لینا، پھر اللہ معاف کر دے گا بہت وسعت ہے اس کے دربار میں، دلیر نہ

بنو، شراب کہاں لکھی ہے حرام ہے، موسیقی کہاں لکھی ہے حرام ہے، کہو تو سہی کہ یا اللہ غلطی ہو رہی ہے معاف کر دے، کہو تو سہی کہ یا اللہ گناہ کر رہا ہوں معاف کر دے۔

مغربی تہذیب چھوڑ ا:

یہ کیا ہوا؟ کہ اپنے گناہوں کی تاویلیں شروع کر دی ہیں، ہم مغرب کی تہذیب کے پیچھے نہیں چل سکتے۔ ہم اپنی بیٹیوں کو ننگا نہیں کر سکتے۔ ہمیں یہ تہذیب نہیں چاہیے، یہ روشنیاں بجھاؤ، بیٹیاں ننگی ہو جائیں، بجھا دو یہ چراغ دھکیل دو ہمیں پتھر کے دور میں، جہاں بیٹی کے سر پر دوپٹہ ہو اور ماں کے قدموں تلے اولاد کو جنت نظر آئے ہم یہ مغربی تہذیب نہیں چاہتے کہ بورڈ پر عورت ننگی کھڑی ہو،

ایک ٹیلی فون والا اپنا فون فروخت کرنے کے لئے ہماری بیٹی کو ننگا کر دے کہ ایک کپڑا بیچنے والا اپنے پرنٹ کے لئے ہماری بیٹی کو ننگا کر دے ہم اس تہذیب کے نہیں ہیں، ہمیں رجعت کہہ دو، جو کہنا ہے کہہ دو لیکن ہم نے ایک زندگی کو پڑھا ہے میں نہ درباری مولوی ہوں، نہ سیاسی آدمی ہوں، میں ایک معاشرے کا عام فرد ہوں میں ایک عام مسلمان ہوں۔

آخرت کا سامان کرو:

میں آپ سب کے سامنے درد سے کہہ رہا ہوں، اگر میرے منہ سے کوئی سخت جملہ نکل جائے تو مجھے اللہ کے واسطے معاف کر دینا، جنوں میں آدمی بہک جاتا ہے، دائیں بائیں کی کہہ جاتا ہے میں حکمرانوں سے ہاتھ جوڑ کر کہتا ہوں کہ اپنی آخرت کا سامان کرو، میں اپنے لئے کچھ نہیں مانگ رہا اور اپنی آخرت کا سامان کرو۔

اگر مالدار لوگ بیٹھے ہیں بڑے بڑے افسر بیٹھے ہیں اپنی آخرت کا سامان کرو، اسے زادِ راہ بناؤ، اسے آخرت کے لئے ذخیرہ بناؤ، ایسا نہ ہو کہ خالی ہاتھ جا رہے ہوں اور کچھ بھی ہاتھ میں نہ ہو، اور چار دنوں کے بعد قبر بھی مٹ جائے، نشان بھی مٹ جائے، قبل اس کے کہ میرا اللہ مجھے اٹھائے، میں اس سے صلح کرلوں اللہ عمل کی توفیق بخشے (آمین)

بھائی مجھے معاف بھی کر دینا، کوئی ایسا جملہ نکلا ہو تو اللہ کے لئے معاف کر دینا، میں دل خراشی کے لئے نہیں کھڑا ہوا تھا، میں سمع خراشی کے لئے نہیں کھڑا ہوا تھا۔ لیکن انسان انسان ہی ہوتا ہے، جب بہک جائے تو اور ہی سخت ہو جاتا ہے، میں سب سے معافی مانگتا ہوں اور اگر میری بات دل کو لگی ہے تو اسے قبول کرلو، اپنی آخرت کا سامان کرو، اس کے لئے

تیاری کرو، اور اب چوہدری صاحب کی والدہ کے لئے سارے مل کر دعا کرو، ایک دفعہ سورۃ فاتحہ تین دفعہ سورۃ اخلاص پڑھو پھر ان کے لئے دعا کرتے ہیں۔

و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ط





